قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا O (۱۱/۱۱)

آپ کہہ دیجئے کہ یہ اللہ کا فضل ہے اور اُس کی مہربانی ہے پس خوشیاں مناؤ۔

دور درشن ٹی وی T.V. پر 1992ء میں کی گئی مولانا غوثوی شاہ کی تقریر

عیدُ الفطر

A message of Festival



پیامِ عید

21/4-08

کُلُّ عَامٍ وَ اَنْتُمْ بِخَیْرٍ

By : Moulana Ghousavi Shah

مژدہ عید ہے گلشنِ عالم میں بہار
نغمہ عیش سے ہے بزمِ جہاں میں رونق

مسجد کریم اللہ شاہؒ بیگم بازار



یاس و حرماں کے تخیل کو مٹادے ساقی
بات جو بگڑی ہوئی ہے وہ بنادے ساقی

مرتبین

کریم اللہ شاہ و اکرام اللہ شاہ

Edited by : Kareemullah Shah & Ikramullah Shah

از : مفسر قرآن
الحاج حضرت مولانا صحوی شاہؒ

ساقی سے التجا

O

عید آئی ہے مئے ہوش فزا دے ساقی
وہ جو آنکھوں میں چھلکتی ہے پلادے ساقی

یا بینِ و زماں کے تخیل کو مٹادے ساقی
بات جو بگڑی ہوئی ہے وہ بنادے ساقی

دل کا ہر گوشہ تاریک منور کردے
لذتِ درد کی اک آگ لگادے ساقی

منحصر تیرے کرم پر ہے مری تشنہ لبی
کوثریں لب کو مرے لب سے ملادے ساقی

بس نہ کردے مجھے اک جامِ شکستہ دیکر
عید کا دن ہے ذرا اور پلادے ساقی

اپنی کم مائیگی ظرف کا شکوہ کب ہے
اُتنی پی لیں گے تو جتنی بھی پلادے ساقی

رہ کے آغوشِ تمنا میں ذرادم کے لئے
دونوں عالم مری نظروں سے گرادے ساقی

کسی قابل ہے، نہ ہے تابِ سخن صحوی کو
مدعا یہ ہے کہ اپنا سا بنادے ساقی

☆☆☆☆

ماخذ : تقدیس شعر
مصنف: حضرت مولانا صحوی شاہؒ

از: مولانا غوثوی شاہ

پیامِ عید

(بموقعہ عید الفطر 1992 میں دوردرشن T.V. پر کی گئی مولانا غوثوی شاہ کی تقریر)

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علےٰ سید المرسلین و خاتم النبین سیدنا و نبینا مُحمّد و علیٰ آلہٖ وَ صحبہٖ وسلم

عید کے معنے لغت میں لوٹنے کے ہیں جسکا ماخذ عود ہے۔ اہل عرب ہر خوشی کے اجتماع کو عید کہتے تھے چونکہ عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور رحمت کو لوٹا تا ہے اسی لیئے اسے عید سے موسوم کیا گیا۔ ویسے ہر زمانے اور ہر قوم میں عید کا رواج رہا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کے مطالبہ پر اللہ سے مدد مانگی کہ اے اللہ ہم پر آسمان سے عمدہ غذاوں کا خوان، نازل فرما جو ہمارے لیئے عید ہو، چنانچہ اتوار کے دن آسمان سے "خوانِ نعمت" اُترا اور وہ دن یوم عید قرار پایا۔

اسلام سے پہلے اہل مدینہ بھی ایرانیوں کی تقلید میں "نوروز" اور "مہرجان" کی دُو عیدیں ہر سال منایا کرتے، جسمیں وہ کھیل کود اور تفریح میں مصروف رہتے۔ حضور ﷺ نے اُن عیدوں سے مطلع ہو کر فرمایا، اللہ نے اُن دو۲ عیدوں کے عوض عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو۲ دن دیئے ہیں۔ اسلام میں ان عیدوں کی ابتداء ۲ ہجری میں ہوئی، چنانچہ عید الفطر پہلی شوال کو اور عید الاضحیٰ ۱۰/ ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔ اسلام نے ان عیدوں کو جہاں سماجی مُسرتوں کا ذریعہ بنایا تو دوسری طرف اِن دنوں میں نماز و صدقات اور خیرات کو واجب قرار دیکر روحانی برکتوں کا وسیلہ بنایا تب ہی تو عید صرف نئے کپڑوں میں سج دھج کر اترانے کا نام نہیں بلکہ اپنے ہم جنسوں کی بھوک پیاس اور اُنکی ضرورتِ لباس کا احساس کر کے عید سے پہلے ہی اُن میں فطرہ، زکوۃ اور صدقات کو تقسیم کر کے اللہ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عید اُسکی نہیں جس نے نئے کپڑے پہن لئے بلکہ عید اُسکی ہے جو خدا کی وعید اور عتاب سے محفوظ رہے۔ ہندوستان میں اسلامی عہد اقتدار میں اِن عیدوں کو شاہی سرپرستی حاصل تھی۔ دکن میں قطب شاہی دَور میں اور شمالی ہند میں مغل شہنشاہیت میں اِن عیدوں کے اہتمام پر زرِ کثیر صرف کیا جاتا، رعایا میں انعامات تقسیم کئے جاتے۔ چنانچہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے بھی اپنے زمانہ حکومت میں ہر دو۲ عیدوں پر سرکاری جشن منائے اور اس موقع پر تقسیم عطیات میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندو اور غیر مسلم امراء کو بھی منصب و خلعت سے سرفراز کیا اور اِس طرح یہ مذہبی تقریب ایک بین قومی مسرتوں کی جلوہ گاہ بن گئی جہاں ہر قوم و مذہب کے لوگ آپسمیں خوشی سے گلے ملتے رہے اور آج بھی ہمارے جمہوریہ ہند میں یہی طریقہ کار برابر جاری ہے۔ اصل میں مسلمانوں نے جب اللہ کی مرضی کے تابع ہو کر رمضان کا پورا مہینہ دن میں کھانے پینے اور بیوی سے الگ رہکر اطاعت و عبادت میں گذار دیا تو خود اللہ نے پہلی شوال کو اُسے پھر سے دن میں خورد و نوش اور دیگر خواہشات کی تکمیل کی بہ حدودِ جواز اجازت دیدی اور یہ انعام اتنا خاص ہوا کہ اُس دن روزہ جیسی عبادت بھی حرام کردی گئی۔ تاکہ وہ مُفطر رہے یعنے دن میں کھانے پینے کا آغاز کردے اسی لیئے اُسے عید الفطر کہنے کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی ہے اور یوں جشن نوروز کی طرح مسلمان کے نزدیک اُسکے سالِ نو کا یہ پہلا دن قرار پایا۔

مسلمان فریضۂ رمضان کی ادائی پر اپنے قلب و روح میں ایک ابدی مسرت محسوس کرتے ہیں اور اُنکی اسی خوشی پر اللہ نے دو رکعات نماز جماعت کیساتھ واجب کی جو ہماری اکثریت کیساتھ جسمیں بچے، بڑے، بوڑھے اور ضعیف سب ہی شریک ہوتے ہیں۔ کھلے میدانوں، عیدگاہ یا بڑی مساجد میں زوالِ آفتاب سے پہلے بطور شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ اسطرح ایک مردِ مسلم خدا کے آگے اپنے "مظاہرۂ عبدیت" کے جماعتی مقصد کی تکمیل پر ایک نئی خوشی کو لیا ہوا عید کی مبارک سلامت میں اپنی روزمرہ زندگی کا آغاز کر لیتا ہے۔ آج بھی یکم شوال اور عیدالفطر کا دن ہے تقریباً سب ہی مسلمانوں نے نہادھو کر نئے کپڑے پہنے ہیں، طلوعِ آفتاب کے بعد یعنے چاشت کے ابتدائی وقت ہی سے سڑکوں، راستوں اور گلیوں میں چہل پہل نظر آرہی ہے۔ کچھ ہی دیر بعد بچے بڑے سب ہی بنے ٹھنے مسجدوں اور عیدگاہ کی طرف قطار در قطار پہنچ چکے ہیں اور اب صفیں سیدھی ہو چکی ہیں اُخوت و مُساوات کا رنگ اُبھر چکا ہے اور ابھی آقا و مزدور شانہ بہ شانہ کھڑے اقتدائے امام کے لیئے گوش بر آواز ہی تھے کہ صدائے تکبیر "اللہ اکبر" کے ساتھ ہی سب نے کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور باندھ لیئے۔ عیدگاہ اور مسجدوں میں کچھ پہلے جو ہلکا سا شور مچ رہا تھا وہ یکدم سناٹے سے بدل گیا اور اب صرف امام کی قراءت ہی سامعہ نواز ہے۔

نماز کی آخری صورت سجدہ ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے ساری صفیں زمین سے پیوست ہو چکی ہیں یا زمین پر بچھ گئی ہیں اور اب سب کی پیشانیاں عجز و درماندگی کے احساس کے ساتھ اپنے پیدا کرنے اور پالنے والے کے آگے جذبۂ تشکر و احسان میں مجسم نیاز ہو چکی ہیں۔ عشق کی بجھی بجھی سی آگ جو حقیقتہً دبی ہوئی تھی وہ اپنے جذبِ اندرون کی صلاحیتوں کو لیئے ہوئے پھر تابناک ہو چکی ہے اور آج نہ صفیں کج ہیں نہ دل پریشان نہ سجدہ بے ذوق۔

اجتماعی عبادت میں آج سب کی ظاہری حرکتیں بھی ایک ہیں اور عجب نہیں کہ باطن میں دل کی دھڑکنیں اور روح کی کروٹیں بھی ایک ہو گئی ہوں، نماز ختم ہوئی تو امام نے خطبہ دیا اور سب احکام عید سننے میں محو ہو گئے اور اب خطیب نے منبر سے اُتر کر اپنے دستِ دعا پھیلا دیئے تو سب کے ہاتھ بھی کاسۂ گدائی کی صورت اُس ایک دینے والے کی طرف جو نہ صرف بے طلب ہی دیتا ہے بلکہ مانگنے پر بھی عطا کرتا ہے دراز ہو گئے تو دعائے امام کی آواز کیساتھ ساتھ سننے والوں کی زیرِ لب التجائیں آمین کی صدا میں گویا ارتقاء سمندر میں بے قرار لہروں کی طرح مُترنم ہو گئیں۔ مغفرت و عطا کے سکون آمیز یقین کیساتھ چہروں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ختمِ دعا پر مسلمان ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے کیلئے بے تابانہ طوفان کی طرح اُٹھے اور اطراف و اکناف میں موجوں کی طرح پھیل گئے انہوں نے جسے بھی اپنی طرف بڑھتا ہُوا پایا اپنے آگے سے گذرتا ہوا دیکھا تو خود بھی آگے بڑھ کر کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اُسے ہدیۂ تبریک کیساتھ جوشِ محبت میں پھیلی ہوئی اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ دیگر اہلِ مذاہب بھی مساجد و عیدگاہ کے باہر اپنے مسلم احباب کو سینے سے لگانے کے لئے ہر سال ہی بے چین نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیتے اور آپس میں نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔

اسلام نے ابتدا ہی سے تعصب، تنگ نظری سے نفرت کی ہے۔ رنگ، نسل اور ذات پات کے سارے امتیازات ختم کر دئے گئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب ایک ہی باپ آدمؑ کی اولاد ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی ترجیح نہیں

...یہی ایک تصور ہے جو انسان کو انسان سے قریب تر کرتا، آپس میں مساوات و برادری کے رشتہ کو مضبوط کرتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر کوئی برتری ہے کیونکہ تقویٰ یعنی خدا کا ہمہ وقتی خوف اور حسنِ عمل ہی معیار ہے۔ ایک انسان کو اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار ہی کی ضرورت ہے تاکہ وہ خدا کی بندگی کے ساتھ ساتھ اُسکے بندوں سے بھی پیار کرے۔ اور اُنکے دُکھ درد کو محسوس کر کے محبت و ہمدردی کا عملی طور پر اظہار کرے۔ حضرت جگر مرادآبادی نے شائد انہی باتوں کو ملحوظ رکھ کر بڑی جامع بات کہی ہے۔

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

اِسی لئے ارشاد فرمایا گیا کہ حُسنِ تعلقات، ہدیئے اور تحائف کے ذریعہ اور ایک دوسرے کی ضرورتوں پر معاشی مدد کر کے آپس کی محبت کو بڑھاؤ۔ چنانچہ عید منانے سے پہلے ہر صاحب اِستطاعت مسلمان اپنے متعلقین کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ غرباء و مساکین کی کچھ فہرست بھی اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے اِسی لئے عیدالفطر کی دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ اِس میں نمازِ عید سے پہلے ہر فردِ خاندان کی طرف سے ضرورت مندوں اور ناداروں کو فطرہ دیا جاتا ہے اور جب مسلمان مرضیاتِ الٰہیہ کے تابع ہو کر مقاصدِ عید کی تکمیل کرتا ہے تو یہی اُس کی حقیقی عید ہے جسے علامہ اقبالؒ نے مخاطب کر کے کہا۔

تیری پیشانی پہ تحریر پیامِ عید ہے　　شام تیری کیا ہے صبحِ عیش کی تمہید ہے

عید کا پیغام ایک مسلمان کی داخلی و خارجی زندگی پر یکساں اثر انداز ہے اور عید کی تقریب مسلمان کی انفرادیت و اجتماعیت کی آئینہ دار ہے اور وہ اس محل پر بھی یک و تنہا نہیں رہ سکتا۔ اسے بس ایک ہی تاثر دیا گیا ہے اور وہ ہے۔

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو　　چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

اسلام نے مسلمانوں کو دوسروں کے ساتھ مل جُلکر زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے۔ حقوق العباد میں سب ہی کے حقوق شامل ہیں۔ حضورؐ نے تو اسکو یہاں تک وسیع کر کے فرمایا کہ جو راستہ سے پتھر ہٹا دیگا اُسکے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھدی جائیگی یہی نہیں بلکہ جانوروں پر بھی شفقت کرنے کا بھی حکم دیا۔ محبتِ وطن کو بھی جائز قرار دیا اور دشمنوں تک کے معاملہ میں اُنکے حقوق کا لحاظ رکھنے اور ان سے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

جب آیت **خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن** کا نزول ہوا تو حضورؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے اسکی فہم دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میں خدا سے دریافت کر کے عرض کروں گا چنانچہ وہ چلے گئے اور جب واپس آئے تو کہا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، اللہ حکم فرماتا ہے کہ "جو آپؐ سے رشتہ توڑے آپ اُس سے اپنا رشتۂ الفت جوڑیئے اور جو آپؐ کو محروم کرے آپ اُسے عطا کیجئے اور جو آپ پر ظلم کرے آپ اُسے درگذر فرمایئے۔ غرض یہ کہ مسلمان کو حکم ہے عبادت و اعتقادات سے ہٹ کر تمامی معاملات میں اُسکی زبان اور اُسکے ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور جہاں تک ہوسکے وہ اپنے ایثار و انکسار سے اپنوں اور بیگانوں کے کام آتا رہے اور "یہی عید کا اصل پیغام ہے"۔ حضرت ذوقؔ نے کہا ہے۔

مژدۂ عید ہے گلشنِ عالم میں بہار　　نغمۂ عیش سے ہے بزمِ جہاں میں رونق

وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْن سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلِّم

یَا حَیُّ یَا قَیُّوم

الحاج مولانا غوثوی شاہ کے مشہور اخباری بیانات

اپنا کرینگے سب کو دنیا میں غوثوی ہم   لائیگا رنگ اِک دن زور بیاں ہمارا

۷۸۶ لکھنا جائز ہے
مولانا غوثوی شاہ کا بیان

مولانا غوثوی شاہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ۷۸۶ لکھنا جائز ہے اسکا ایک ثبوت "فضائل القرآنیہ" تالیف شکیل احمد خان (مطبوعہ بیروت) میں موجود ہے جیسا کہ اس میں صفحہ ۳۰۷ پر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی یہ عبارت لکھی ہے۔ "اذا یفقد عدد حروف بسم اللہ الرحمن الرحیم فانہ یکون اذان خروج فالمھدی من بطن امہ ۔" یعنی جب بسم اللہ کے حروف ب عدد ۷۸۶ پورے ہو جائیں گے تو حضرت امام مہدی کی ولادت ہوگی۔ اسی طرح حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے "فتوحات مکیہ" میں لکھا ہے کہ "اذا نفد الزمان علی حروف بسم اللہ فالمھدی قاما ۔" یعنی جس وقت آیا بسم اللہ کے حروف و عدد ۷۸۶ کو پورا ہو گیا تو حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ ان دو مستند حوالوں سے بسم اللہ کے عدد ۷۸۶ کا جواز ثابت ہے۔ قارئین کو معلوم ہونا چاہئیے کہ عدد کا تعلق حضرت ادریس علیہ السلام سے ہے انہوں نے ہی اسکو ایجاد کیا ہے۔ بڑے بڑے مشہور علماء کے خطوط میرے پاس ہیں جن میں مولانا عبدالماجد دریابادی (لکھنو)، مولانا عبدالصمد صارم الازہری (لاہور) اور کئی مشائخین کے خطوط ہیں جن پر ۷۸۶_۹۲ لکھا ہوا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی بہشتی زیور میں ایک عددی نقش پر ۷۸۶ لکھا ہے ویسے اسلامی ممالک میں (سوائے سعودی عرب کے) ہزاروں عربی عملیات کی کتابیں ہیں جن کے نقوش پر ۷۸۶ لکھا ہوا ہے۔ حیدرآباد میں مولانا فاضل صاحب کے والد حضرت مولانا حسام الدین صاحب نے اپنے بڑے فرزند حضرت جلال الدین کامل صاحب کو جو خط لکھا اس میں بھی ۷۸۶ لکھا ہے (جس کا عکس انکی سوانح عمری کتاب میں دیا گیا ہے)۔ بات در اصل یہ ہے کہ جو لوگ ۷۸۶ میں "ہرے کرشنا" کے عدد کو دیکھتے ہیں انکی ایک نورانی مثال یہ ہے کہ آنحضور اپنے صحابہ کے ساتھ کہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ابو جہل آیا اور آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر کچھ سخت سست (برا) کہا آپ نے اس کو مخاطب کر کے کہا "تم نے سچ کہا" You are right جب وہ چلا گیا حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ اٹھے اور آپ کے سامنے آئے اور آپ کے چہرۂ مبارک کی تعریف کی آپ نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو" You are right وہاں جو لوگ بیٹھے تھے وہ کہنے لگے یا رسول اللہ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان آپ بتائیے کہ یہ کیا راز ہے کہ آپ نے دونوں کو "سچ" کہا تب آپ نے فرمایا کہ "میری ذات کا طرہ جیسے آئینہ ہے جو اس میں اپنے آپ ہی کو ملاحظہ کرتا ہے۔" (حوالہ طبرانی) اسطرح صدیوں سے لوگ ۷۸۶ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو دیکھ رہے ہیں اور انکو نفس فائدہ بھی ہو رہا ہے کہ افسوس کہ کچھ لوگ اس مقدس عدد میں ہرے کرشنا کو دیکھ رہے ہیں مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے کرشنا وغیرہ اساطیر الاولین سے ہے جو صرف نام ہی نام ہے اسکی اصل نہیں۔

جس کی جیسی نظر ہو اسکو دنیا نظر آتا ہے
بات سوچ ہی انکو بھلا نظر آتا ہے
بیٹو ہم اشارہ کیا کہو

Siasat 7-8-06

آنحضورؐ ہدایت کا ذریعہ ہیں
مولانا غوثوی شاہ کا بیان

۲۳ / اپریل ۲۰۰۷ء۔ مولانا غوثوی شاہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ کچھ لوگ سورۂ قصص کی آیت نمبر 56 اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ ○ (آپ جسکو دوست رکھیں اسکو ہدایت نہیں کر سکتے) کی آیت پیش کر کے آنحضور کی شان میں ذرے انداز میں گستاخی کر جاتے ہیں، واضح باد کہ سورۂ قصص کی حسب مذکور آیت کے نزول کے بعد کئی بارہ سورتوں کے بعد سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر 52 اِنَّكَ لَتَهْدِي اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ (اے میرے محبوب آپ جسکو چاہیں سیدھے راستے پر لانے کے لئے وجہ ہدایت ہیں) نازل کر کے اللہ نے سورۂ قصص کی آیت نمبر 56 کو منسوخ کیا۔ جامعہ ازہر مصر، علمائے دیوبند اور جامعہ نظامیہ کے علاوہ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کی کسی بھی یونیورسٹی سے ہماری اس وضاحت پر فتویٰ لے کر اخبارات میں جگہ دے سکتے ہیں۔ سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر 52 اِنَّكَ لَتَهْدِي (آپ وجہ ہدایت ہیں) کی حجت میں حسب ذیل احادیث بطور جواز پیش ہیں۔ حدیث صحیح جامع ترمذی میں ہے کہ حضور نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ابو جہل و عمر سے اسلام کو معزز کیجئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور کے اس چاہنے کی وجہ سے دوسرے دن علی الصبح حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میری ماں مشرک تھیں اور ایک مرتبہ حضور کی شان میں گستاخی بھی کر چکی تھیں روتا ہوا حضور کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کی ہدایت کے لئے دعا کیجئے تب آپ نے دعا کی کہ اے اللہ تیرے اس بندہ (ابو ہریرہ) کی ماں کو ہدایت دیجئے۔ الخ۔ حضور کی اس دعائے ہدایت کی وجہ سے اسی دن حضرت ابو ہریرہ کی ماں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح بحوالہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے حضرت ابو ہریرہ کی خواہش پر انکے قبیلے کے لوگ مسلمان ہونے کی دعا کی اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ (اے اللہ دوس کی قوم کو ہدایت دیجئے اور انکو میرے پاس لایئے) حضور کی اس دعائے ہدایت کی وجہ سے دوس کا تمام قبیلہ آنحضور کے پاس آ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ الحاصل اللہ ہدایت دینے والا ہے اور آنحضور وجہ ہدایت ہیں آپ جسکو چاہیں اللہ اسکو ہدایت دے۔ کعبہ تو آپ ہی کی مرضی سے قِبْلَةً تَرْضَاهَا (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۴) قبلہ بنا۔ مسلمانوں کیلئے لازم ہے کہ آنحضور کے بارے میں جب بھی گفتگو کریں ادب کو ملحوظ رکھیں ورنہ ذرا سی گستاخی پر اعمال حبط کر دیئے جائیں گے۔

مصطفٰے

آنچہ درسال خویش پیدا کرد دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

SIASAT Dt. 24-04-2007

صحیح کیا ہے ؟
اللہ حافظ یا خدا حافظ
مولانا غوثوی شاہ کا بیان

حیدرآباد۔ 28 / فروری (راست) مولانا غوثوی شاہ نے آج کل خدا حافظ کی جائے اللہ حافظ کہنے کے نئے رواج پر اپنا تاثر بیان کرتے ہوئے کہا کہ بڑے بڑے مشہور علماء اور مفسرین نے اللہ کا ترجمہ خدا ہے کیا ہے جو فارسی الفاظ ہے۔ جس کے معنی خود آئندہ یا قائم ہونے کے ہیں۔ جیسے صلوٰۃ کے معنی نماز اور صوم کے معنی روزہ اسی طرح خدا حافظ کہنا غلط نہیں ہے۔ ڈاکٹر اقبال، مولانا مودودی، حضرت احمد رضا خاں بریلوی اور مرزا غالب اور کئی مشہور لوگوں نے اپنی تحریر ہو کہ تقریر نظم ہو کہ نثر خدا ہی کا نام لیا ہے۔ ویسے اللہ حافظ کہنا بھی غلط نہیں ہے بلکہ پوچھئے تو حوالہ آیت قرآنی "اللہ کو یا رحمٰن" ایک ہی بات ہے۔ اسی طرح خدا حافظ کہنا بھی درست ہے بلکہ یہ رواج پرانا اور بزرگانہ ہے۔ ویسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ آپ جب کسی کو رخصت کرتے تو کہتے استودع اللہ دینک و امانتک و خواتیم عملک "یعنی میں خدا کے حوالے کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت داری کی صفت اور تیرے عمل کے انجام ان تمام باتوں کا تعلق خلوص دل سے ہے۔

واضح باد کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ (وفات 150 ہجری) "فقہ اکبر" میں لکھتے ہیں کہ ویجوزان یقال بروی خدای عزو جل بلا تشبیہ و لا کیفیۃ "خدائے عزو جل کہنا بغیر کسی تشبیہ و کیفیت کے جائز ہے۔ یہاں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے فتوے کے بعد کسی بھی سنی حنفی مسلمان کو خدا حافظ کہنے سے احتراز نہیں کرنا چاہئے واضح باد کہ خدا حافظ میں حافظ بھی اللہ ہی کا نام ہے جو قرآن میں موجود ہے۔

SIASAT Dt. 29-2-2000

نرفع درجٰت من نشاء (قرآن) ترجمہ: ہم جسکے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں

سرسری تعارف

20ویں صدی کے عظیم مشاہرین میں سے ایک فضیلت الشیخ

مولانا غوثوی شاہ

مولانا غوثوی شاہ کو ہم تمام چاہنے والوں کی طرف سے مذہبی وسماجی علمی وادبی خدمات انجام دینے پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا غوثوی شاہ سے اور بھی کام لے۔ انکی عظیم خدمت کا اجمالی تعارف یہ ہے ہندو مسلم اتحاد اور عالمی امن وبھائی چارگی کے لئے ۱۹۸۷ء میں نمائش گراونڈ پر "عالمی مذاہب کانفرنس" کا انعقاد اور قرآن وحدیث کے احکامات کی عمل آوری کے لئے مکہ مسجد میں قرآن وحدیث کانفرنس کا انعقاد اور مسلک ابو حنیفہ" اور حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ" کے تعارف اور انکے عظیم اسلامی خدمات کو روشناس کرانے کے لئے اردو گھر مغلپورہ میں "فقہ کانفرنس" کا انعقاد اور "حالات حاضرہ اور مسلمان" کے زیر عنوان قلی قطب شاہ اسٹیڈیم پر عظیم الشان "آل انڈیا مسلم کانفرنس" کا انعقاد اور آنحضور سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے اثبات اور قادیانیت کے خلاف خلوت میدان میں عظیم الشان "ختم نبوت کانفرنس" کا انعقاد یقیناً مولانا غوثوی شاہ کی عظیم مذہبی وسماجی خدمات ہیں۔ دوسرے بعض مشاہیر کی طرح ایک ہی نسب سے "پیڑی در پیڑی" مسلسل دو صدیوں سے مولانا غوثوی شاہ کے آباواجداد اسی شہر حیدرآباد میں "اشاعت توحید" کا کام انجام دیتے آرہے ہیں۔ انکے نام یہ ہیں O حضرت سیدنا حاجی کریم اللہ شاہؒ O الحاج حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب O مفسر قرآن الحاج حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ" مولانا غوثوی شاہ کے والد اور شیخ طریقت ہیں۔ آپ کے آباواجداد کی طرح تصنیف وتالیف اور شاعری آپ کو وراثت میں ملی، چنانچہ آج مولانا غوثوی شاہ تقریباً چالیس کتابوں اور رسائل کے مصنف ہیں۔ آپکی قرآنی معلومات اور تاریخ قرآن پر سیر حاصل کتاب، انسائیکلو پیڈیا آف قرآن بنام "مخزن القرآن" کو کافی شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے بڑے اور نامور علماء نے اس کتاب کو قرآنی معلومات کا عظیم خزانہ قرار دیا ہے اور سعودی عرب کے سکریٹری جنرل نے آپ کو پرسنل خط کے ذریعے کتاب کی تعریف کرتے ہوئے مبارکبادی ہے تصنیف اور تالیف کے فن سے ہٹ کر آپ اپنی تقریر اور وعظ بیانی کا ایک انوکھا اور سلجھا ہوا انداز رکھتے ہیں جسکی وجہ سے لوگ آپکی تقریر اور وعظ سننے کے لئے ہمیشہ مشتاق رہتے ہیں اور حیدرآباد دوردرشن سے آپ کے مختلف عنوانات پر تقاریر ہو چکی ہیں اور حیدرآباد کے مشہور اخبارات میں آپ کے بیانات لوگوں میں "سو سونار کی ایک لوہار کی" حیثیت سے پڑھے جاتے ہیں۔ روحانی علاج کیلئے بھی لوگ دور دور سے آپ کے گھر آتے ہیں اور شفاء حاصل کر جاتے ہیں آپ کا مکان **بیت النور** دیفورٹ کالونی، روبرو **ھیبی** ہوم اچاپزہ، اپر پلی پر واقع ہے۔

جناب خواجہ عبدالرزاق شوق صاحب نے مولانا غوثوی شاہ صاحب کی توصیف میں بہت صحیح کہا ہے۔ عالم باکمال ہیں غوثوی شاہ   آپ اپنی مثال ہیں غوثوی شاہ

اہل سنت کے پیشواء ہیں سے   قائد بے مثال ہیں غوثوی شاہ

ان متذکرہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کے باوجود اگر کوئی مولانا غوثوی شاہ صاحب

بغض وعناد رکھتا ہے تو یہ کہا جائیگا کہ

جو حسد کسی کو تجھ سے ہو تو ہے یہ تیری خوبی ☆ کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

مولانا غوثوی شاہ کی کتابوں کا مشاہدہ کیجئے ان کتابوں کو اس اڈریس پر

www.new.dli.ernet.in سے download کرسکتے ہیں۔

سلام بحضور خیر الانام ﷺ

O

بشیراً نذیراً سلامٌ علیکم
سراجاً منیراً سلامٌ علیکم
اندھیروں کو غفلت کے اک نور بخشا
ڈرایا ہنسایا سلامٌ علیکم
ازل سے ہی اس در سے وابستگی ہے
غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم
بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے
تجلیٰ مولا سلامٌ علیکم
جسے تم نے چاہا اُسے حق نے چاہا
او رحمت سراپا سلامٌ علیکم
تمہارے تبسم کا پرتو یہ جنت
نگارِ مدینہ سلامٌ علیکم
نگاہوں کا نور اور روحوں کی راحت
دلوں کا دُلارا سلامٌ علیکم
تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی
یہ دنیا وہ عقبیٰ سلامٌ علیکم
اِن عارض پہ قربان ہوں چاند سورج
تم اُن کا اُجالا سلامٌ علیکم
بس اب چوم لوں بڑھ کے دہلیز در کی
یہی ہے تمنا سلامٌ علیکم
حضوری میں سر سے چلا آئے صحوی
اگر ہو بلاوا سلامٌ علیکم

از: حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ"

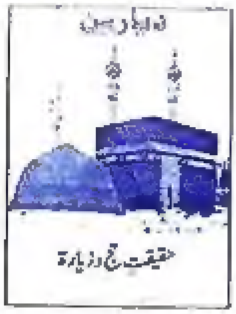
ماخذ: تقدیس شعر

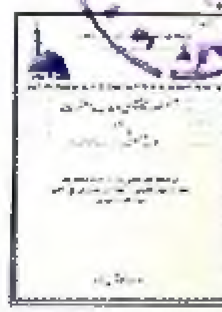
الحاج مولانا غوثوی شاہ صاحب کی تصانیف


























مولانا غوثوی شاہ

Introduction of M.G. Shah in Munsif Daily Dated: 13-07-1998.


Wednesday, March 23, 2005 Deccan Chronicle

POWER OF FAITH

THE ABILITY TO BE INSPIRED BY A VISION

Spiritual magnet attracts many

City-based Sufi preacher Moulana Ghousavi Shah is promoting religious harmony and virtues of good living among various sections, thereby promoting nationalism and patriotism, writes

Introduction of Moulana Ghousavi Shah published in Deccan Chronicle Dated: 23-03-2005.


مولانا غوثوی شاہ اور علمی کارنامے

Introduction of M.G. Shah in Rashtriya Sahara Dated: 04-04-2008

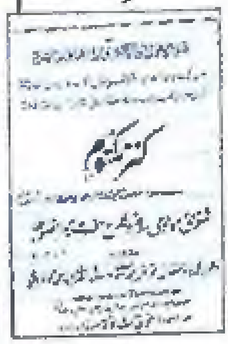
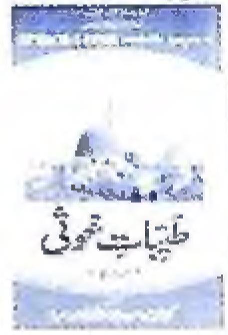
۷۸۶-۹۲

یا علیمُ یا معلّم　　فِیھا کُتب قَیِّمَۃ　　یا اللہ یا محمدؐ

اَللّٰھم صَلِّ علیٰ سیّدنا و نبیّنا مُحمدنِ المُعلّم الکِتابَ وَالحِکمۃ وَ علیٰ اٰلہٖ و صحبہٖ و سلم

کنز العرفان حضرت پیر غوثی شاہ صاحبؒ کی تصانیف

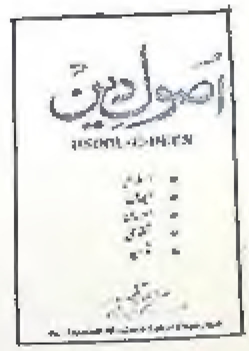
کنزِ مکتوم　طیّباتِ غوثی　مقصدِ بعیت　کلمۂ طیّبہ　نُورالنور

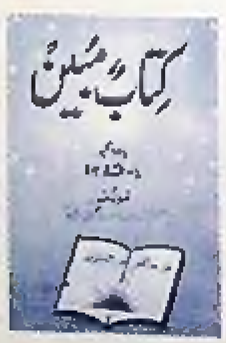



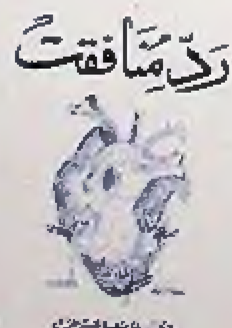



اِن کتابوں کے علاوہ آپ کی معیت اِلٰہ اور فلاحِ مسلم کتابیں بھی مشہور ہیں

مفسرِ قرآن حضرت مولانا صحوی شاہ صاحبؒ کی تصانیف




مولانا غوثوی شاہ کی نگرانی میں ہونے والی کانفرنسوں کے فوٹوز
ان کانفرنسوں کے صدر و کنوینر بھی مولانا غوثوی شاہ ہی ہیں

عظمت رسول کانفرنس

4 / جولائی 2007ء م ۱۸ / جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ
بروز چہارشنبہ مقام : شاہی مسجد پبلک گارڈن ، نپلی ، حیدرآباد
جناب محمد علی شبیر صاحب (منسٹر) ، جناب محمد فرید الدین
صاحب (منسٹر) کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے



مولانا مفتی خلیل احمد صاحب (شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ)
حضرت سید فضل متین صاحب (سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز)
علامہ سید شاہ طاہر رضوی صاحب ، مولانا غوثوی شاہ ، مولانا عبد القدوس صاحب

مکہ مسجد میں منعقدہ قرآن و حدیث کانفرنس بتاریخ : ۲۲ / اپریل ۱۹۹۲ء
مولانا غوثوی شاہ ، علامہ سید طاہر رضوی صاحب ،
مولانا سید محمود پاشاہ قادری تخت نشین اور مولانا قریشی شاہ صاحب





ختم نبوت کانفرنس بتاریخ : یکم نومبر ۱۹۹۶ء
بمقام خلوت گراؤنڈ ، حیدرآباد



دائیں سے بائیں حضرت خواجہ شریف صاحب ، حضرت سید شاہ غوث محی الدین قادری صاحب ، مولانا غوثوی شاہ ، مولانا عبداللہ قریشی (کرنول)

آل انڈیا سنی چار آئمہ کانفرنس بتاریخ : ۷ / دسمبر ۲۰۰۱ء
بمقام جامع مسجد افضل گنج ، حیدرآباد



آل انڈیا مسلم کانفرنس ۱۹۹۳ء
بمقام : قلی قطب شاہ اسٹیڈیم ، حیدرآباد



دائیں سے بائیں ، جناب سید اعظم پاشاہ صاحب ، حضرت سید محمود پاشاہ قادری ، مولانا غوثوی شاہ ، جناب رام لال منسٹر بلہاری و جناب نائک نگرمنسٹر

دوسری عالمی مذاہب کانفرنس بتاریخ : ۲۵ / دسمبر ۱۹۹۱ء
بمقام قلی قطب شاہ اسٹیڈیم ، حیدرآباد۔

Printer & Publishers :
• Shah Mubashir Ahmed Shahed • Shah Fazlur Rahman Khaled
• Kareemullah Shah Fateh • Ikramullah Shah Ikram